شرح قیمت

عوام سے	۵
خواص سے	۱۰
ہندوستان سے باہر	۶
غیر مذاہب / غیر مستطیع احباب سے	۱۲

الحکم

قادیان دار الامان

۲۴ فروری ۱۹۱۲ء

ایڈیٹر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شائع ہوتا ہے



مطبع انوار احمدیہ قادیان دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک و ایڈیٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

الحکم قادیان دارالامان
۱۴ فروری ۱۹۱۲ء

اسلامی تعلیم کی فلاسفی

نمبر ۳

پھر کان کے راستہ بھی اکثر میل کچیل جمع ہو جاتی ہے اس لئے انگلی کے ساتھ اس کو صاف کرنا بھی لوازمات وضو سے ہے۔ آنکھ کے کوئے اور پلکوں کے صاف کرنے کا بھی حکم ہے۔ پھر پاؤں کے تلووں کے ذریعہ بخارات نکلتے رہتے ہیں۔ ان کے دھونے سے وہ صاف رہتے اور مسام کھلے رہتے ہیں اور طبیعت بشاش اور دماغ باقاعدہ کام کرتا رہتا ہے۔ بخارات کا صعود دماغ کی طرف نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور سلیم دل لیکر سوچو۔ کہ کیا یہ وضو فی الحقیقت ازالہ گناہ نہیں کرتا۔

یہ تو اس کے ظاہری فوائد ہیں۔ اور ان فوائد کو مدنظر رکھکر اس حدیث کی صحت کے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ اور بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر درود شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہے کہ وہ کیسے کامل اور پاک انسان تھا۔ جس کی تعلیم ہر حکم میں ایک کامل حکمت اور رحمت ہے۔ اب مناسب ہوتا ہے۔ کہ روحانی پہلو سے بھی اس کو دیکھیں۔ کیونکہ اسلام کے تمام احکام ظاہر سے باطن کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

وضو کا روحانی فلسفہ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ بھی ایک خوبی ہے جو دوسرے مذاہب سے اسلام کو ممتاز کرتی ہے۔ وضو میں بظاہر کچھ اعضائے جسمانی دھوئے جاتے ہیں۔ لیکن دراصل ان کی تہ میں ایک عجیب روحانی سر رکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جب انسان اپنے ہاتھ دھوتا ہے۔ تو اس سے دراصل یہ مقصود ہوتا ہے۔ کہ اے اللہ! جیسے میں ان ہاتھوں کی ظاہری میل کچیل دور کرتا ہوں۔ اسی طرح پر تو اپنی شفقت اور رحمت کے پانی سے ان بخارات کثیفہ کو دھو ڈال جو کسی گناہ کے صدور کا موجب ہوتے ہیں۔ میرے ہاتھ کسی بدی اور برائی کے لئے نہ اٹھیں اور جو گناہ ہاتھ سے ہو چکے ہیں۔ ان کے بدنتائج اور ثمرات سے محفوظ رکھ۔ اسی طرح جب منہ میں پانی ڈالتا ہے اور اسے صاف کرتا ہے۔ تو یہ غرض ہوتی ہے کہ میری زبان کو پاک صاف رکھ۔ وہ تیری حمد اور تقدیس میں کھلی رہے۔ اور کسی کی غیبت اور شکایت اور ناملائم باتوں کے لئے نہ کھلے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ملے۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے دھوتا ہے۔ تو اس سوراخ کے ذریعے جو بدیاں ہوتی ہیں۔ اور ... کے خیال سے جو ... بد ہوتی ہیں جن سے کتاب ال...

پس پشت ڈالی جاتی ہے۔ ان سے محفوظ رہنے کی تمنا کرتا ہے۔ اسی طرح پر ہر عضو کے متعلق خیال کرو۔ اور وضو کے بعد کی دعا اس حقیقت کو کھول دیتی ہے۔ کہ اصل مقصود اور اصل غرض روحانی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ پس جبکہ وضو طہارت جسمانی اور اس کے عمدہ ثمرات کا موجب اور روحانی بھلائی کا محرک ہے پھر کیوں اس کے ذریعہ گناہ دور نہ ہوں

اب اس پر اعتراض کرنا کسی کو دن کا کام ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ بیشک وضو سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ تمہیں اگر وید یہ سکھاتا ہے کہ پاکیزگی اور طہارت جسمانی روحانی طہارت کی محرک نہیں ہوتی۔ اور اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ تو تمہیں مبارک ہو۔ ہم ایسی تعلیم کو

بہ پشیز نے نخریم

پاخانے میں جانے کی دعا

پھر مسافر نے وضو پر اعتراض کرنے کے بعد پاخانہ میں جانے کی دعا لکھی ہے۔ گویا اس پر اعتراض کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ وید ایسی پاک تعلیم سے محض عاری اور تہیدست ہے۔ اسلام کی خصوصیت جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تقرب الی اللہ کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ہے کہ وہ تمام امور میں انسان کو روحانیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور کوئی تلقین آپ نے ایسی نہیں کی جس کے ساتھ روحانی تعلیم نہ ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے۔ وہ ایسی مستقل اور مفید ہے۔ کہ جو انسان کی زندگی کے ہر طبقہ کے لئے مفید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے رنگ پر تعلیم دی ہے۔ کہ وحشی سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور پھر باخدا انسان بنانے میں وہ مدد دیتی ہے۔ دنیا کی دوسری مذہبی کتابوں کو پڑھ جاؤ۔ اور اخلاق کی کتابوں کو مطالعہ کرو۔ تمہیں بہت سی باتیں ملیں گی۔ جن کے متعلق بانی مذہب یا اخلاق آموز تعلیم نے کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ کمال ہے۔ کہ ہر امر کے متعلق ہدایت ملیگی۔ گمراہ مسافر پاخانے میں جانے کی دعا کو دیکھکر ہنسی کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے ایک وحشی اور برہنہ انسان جو افریقہ کے جنگلوں میں رہتا ہو۔ ایک مہذب اور شریف انسان کو لباس پہنے ہوئے دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور وہ اپنی برہنگی ہی کو اعلیٰ درجہ کی بات سمجھتا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے افراد میں عورت اور مرد کی شرمگاہوں تک کی پرستش ہوتی ہو۔ جو حقیقی طہارت کے مفہوم سے کوسوں دور ہوں۔ جن کی روحانیت اور خدا پرستی کا معیار اجرام سماوی اور رب النوع سے پرے نہ ہو۔ اور اگر ہو بھی تو ایک معطل محض ہستی ان کا مقصود ہو۔ وہ اگر اسلام کی تعلیم پر ہنسی نہ اڑائیں۔ تو کون اڑائے۔

بات دور چلی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان کے تمام شعبہ زندگی کے متعلق ایک کامل ہدایت نامہ عطا فرماتے ہیں۔ اسی ضمن میں جہاں آپ نے پیشاب۔ پاخانے کے متعلق ہدایت اور آداب تعلیم کئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پاک اور اصلی غرض کو بھی مدنظر رکھا یعنے اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلقات بڑھانے کو۔ اسی مقصد کے لئے یہ دعا آپ نے تعلیم کی۔ نادان مسافر اس پر اعتراض کرتا ہے۔ مگر وہ روحانیت کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ دعا یہ ہے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث یعنے اے اللہ میں تجھ سے پلیدیوں اور ناپاکیوں کی پناہ چاہتا ہوں۔

غور کرو کہ یہ دعا کیسی عجیب دعا ہے۔ پاخانہ ایک طبعی امر ہے۔ اور جیسا کہ اس نمبر میں میں نے بیان کیا ہے۔ طبعی گندگیوں کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر ایک خاص سسٹم رکھدیا ہے۔ کہیں پسینہ کے ذریعہ کہیں بول و براز کے راستہ وہ مضر صحت گندگیاں نکال رہی ہیں اب اس موقعہ پر جو دعا تعلیم کی۔ تو اس کا یہی مقصد ہے۔ کہ اے اللہ جس طرح پر تو نے میرے اندر یہ ایک طبعی تقاضا پیدا کر دیا ہے کہ میں اس پلیدی کو باہر نکالدوں۔ ایسی ہی زور آور فطرت ان ناپاکیوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کر۔ جو اخلاق فاضلہ اور روحانیت کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ فطرتی اور کمال طہارت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مگر افسوس

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے است

پیشاب پاخانے کے عام آداب

گمراہ مسافر نے ان آداب کو بیان کیا ہے۔ جو عام طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب و پاخانے کے وقت تعلیم کئے ہیں۔ اور اس کی غرض ان پر استہزا ہے۔ مگر یہ نادان معترض ان آداب کے مقابلہ میں وہ آداب اور قواعد پیش نہیں کرتا۔ جو اس کو وید مقدس نے تعلیم کئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشیوں سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور باخدا انسان بنایا ہے۔ اس لئے تمدن کے ابتدائی قواعد اور سوسائٹی کے عام آداب آپ نے تعلیم فرمائے۔ ان آداب میں پیشاب پاخانہ کیوقت منہ کرنے پر مسافر ایک حدیث کا ترجمہ دیکر کہتا ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے؟ شعائر اللہ کی عظمت ضروری امر ہے علاوہ بریں پیشاب اور پاخانہ کے لئے ضروری امر ہے کہ پردہ دار جگہ ہو۔ اور یہ حکم جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا یہ جنگل اور کھلے میدانوں کے لئے ہے۔ اس میں سر یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے آمد و رفت کثرت سے ہوتی ہے۔ پس جو لوگ ادھر منہ یا پشت کئے ہوئے پیشاب پاخانہ کرتے ہوں۔ ان کے ستر ظاہر ہوں گے۔ جو ایک قسم کی بے حیائی ہے۔ اس لئے یہ حکم گھروں یا اوٹ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ اس حکم کی تہ میں محض تعلیم حیا ہے۔ وہ لوگ اس حکم کی قدر کیا کر سکتے ہیں۔ جن کے مرد تو مرد عورتیں کھلے بندوں نہروں اور دریاؤں پر مخلوق کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے کو عیب نہیں سمجھتی ہیں۔ اور اس میں بے حیائی کے کسی حصہ کو محسوس نہیں کرتی ہیں۔

پھر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

مختصر نوٹ

ایک خطرناک کتاب کسی دوسری جگہ مسلم گزٹ سے ایک خطرناک کتاب "خواب دنیال" کے متعلق ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ کتاب مسلمانوں کی [illegible] پر ایک دل آزار حملہ ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کو جو رنج اور دُکھ پہنچا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے۔ مسلم لیگ کا اولین فرض تھا کہ وہ ایسی خطرناک کتاب کا پتہ لگا کر گورنمنٹ کو توجہ دلاتی۔ مسلم گزٹ نے جو قومی خدمت اس کتاب کو زیر نوٹس لانے میں کی ہے۔ وہ ہمہ آئینہ قابل قدر ہے۔ اور اسوقت ضرورت ہے کہ مسلم پریس اور اسلامی انجمنیں اس کتاب کے متعلق اپنی متفقہ آواز اُٹھائیں۔ اور گورنمنٹ کو توجہ دلائیں۔ گورنمنٹ کے انصاف پر ہم بھروسہ کرکے کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ آواز رائیگاں نہ جائیگی۔ اور بہت جلد اس کتاب کو نہ صرف خارج از نصاب کیا جائیگا۔ بلکہ اس کی کل کاپیاں **تلف** کردی جائینگی۔

اسلام پر ایک جرمن کی رائے سٹوڈنٹ والنٹیر مشنری یونین کی کانفرنس منعقدہ لیورپول میں ۵ جنوری گذشتہ کو ہیر کے ایکسنفیلڈ رکن برلن مشنری سوسائٹی نے مسئلہ اسلام پر ایک وسیع ایڈریس دیا۔ جس میں اگرچہ مشنری جماعتوں کو اہل اسلام میں تبلیغ دین عیسوی کی سرگرم کوشش کرنے کی معمولی ترغیب دی گئی تھی۔ لیکن دین اسلام کے محاسن اور عیسائیت کے مقابلہ میں اس کے فتحمند ہونیکا بھی کھلے دل سے اعتراف کیا گیا تھا۔ ہیر ایکسنفیلڈ نے دکھایا۔ کہ غیر مسیحی دُنیا کا ایک پانچویں سے زیادہ حصہ مسلمان ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے سامنے تاریخ عالم کے عظیم الشان معرکوں میں عیسائیت نے شکست کھائی ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو یہ فریب دینا چھوڑ دیں۔ کہ **اسلام کی فتوحات تلوار کی وحشیانہ طاقت** کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہیں۔

مذہبی حملوں کی مدافعت فاضل لیکچرار نے یہ بات تسلیم کی۔ کہ انجیل کو مسلمانوں تک پہنچانے کی مسرت آمیز مستعدی کی بجائے مسیحیت پر صدیوں سے یہ خوف چھایا ہوا ہے۔ کہ کہیں اسلام کی یلغار سے وہ خود مغلوب نہ ہوجائے۔ آج کے دن اسلام میں عیسائیت کے تبدیل مذہب سے جتنا اضافہ ہوتا ہے۔ وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مسیحی مشنوں کی کوششوں سے عیسائیت میں اہل اسلام کے تبدیل ہونے سے ہوتا ہے۔ گو اسلامی دُنیا متعدد فرقوں میں منقسم ہے۔ لیکن پھر بھی یہ صحیح ہے۔ کہ اسلام ایک نہایت طاقتور اتحاد رکھتا ہے۔ جو دُنیا نے کبھی دیکھی ہے۔ لیکچرار اس اتحاد کا نہایت وسیع عنصر یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مذہب ایک نہایت بے بہا چیز ہے۔ اور وہ کسی حالت میں اسے ترک نہیں کرنا چاہتے۔ یہ قول ہیر ایکسنفیلڈ صاحب کے صداقت اسلام کی ایک زبردست شہادت ہیں۔ جو مخالف کی زبان سے ادا ہوئی ہے۔ لیکن اہل اسلام کو صرف اپنے مذہب میں صداقت و محاسن موجود ہونے کو کافی نہ سمجھ لینا چاہئے۔ بلکہ اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانا چاہئے۔ اور بذریعہ تعلیم ان شدید حملوں کی مدافعت کا انتظام کرنا چاہئے۔ جو عیسائیت کی طرف سے مشنری کوششوں کی صورت میں اسلام پر وارد ہو رہے ہیں۔ اور جن کی طاقت روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔

سگرٹ نوشی اور حقہ بازی جہاں تک مجھے یاد ہے۔ سررشتہ تعلیم پنجاب کی طرف سے ایک سرکلر سگرٹ نوشی کے خلاف مسٹر ڈبلیو بیل صاحب کے عہد ڈائرکٹری میں شائع ہوا تھا۔ اور کم و بیش اس پر عملدرآمد بھی ہوا۔ وہ سرکلر اب بھی منسوخ نہیں ہوگیا۔ مگر بدقسمتی سے سگرٹ نوشی کا رواج ملک میں تو خیر بڑھ ہی رہا ہے۔ طلباء میں نہایت ہی خطرناک طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کے اسباب میں سے فیشن کی غلامی بھی ہے۔ طالب علموں میں جب فیشن کی غلامی کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ تو اس کے ساتھ ہی سگرٹ نوشی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ مرض قومی اور مذہبی تعلیم گاہوں میں بھی متعدی امراض کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پرواہ کم ہوتی ہے۔ اگر استاد سگرٹ نوشی کی بُرائیاں طلباء کے ذہن نشین کریں۔ اور اس کے خطرناک اثروں کی تصویر ان کے سامنے رکھیں۔ تو انسانی فطرت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ وہ مضر اشیاء سے بچنا چاہتی ہے۔ طلباء میں جو اخلاقی برائیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور جلق اور لواطت جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ پوشیدہ طلباء کو ان کے مضرات سے آگاہ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا اس لئے ساتھ ہی سگرٹ نوشی طلباء کے لئے بہت مضر ہے میری رائے میں اب وقت آگیا ہے کہ درسی کتابوں میں ان بیماریوں کے متعلق مضامین کورسوں میں داخل کئے جاویں۔ اور تحریرنشی مضامین پر سکولوں میں وقتاً فوقتاً لیکچر ہوں۔ یہ مرض بُری طرح پھیل رہا ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ کوئی جگہ ذرشاید خالصہ سکول محفوظ ہوں اس بلا سے بچی ہوئی نہیں۔ نسبتی طور پر فرق ہو تو یہ جُدا امر ہے۔ جہاں یہ بلا کم ہے۔ اگرچہ خوشی کا موجب ہے مگر تاہم اس سے اندیشہ ہے کہ ادھر نہ بڑھے۔ ذہنی تعلیم اور دماغی چالاکیاں کچھ بھی وقعت اور حقیقت نہیں رکھتی ہیں۔ اگر اس کے ساتھ اخلاقی خوبیاں اور فضائل نہ ہوں۔ اور نہ تعلیم کا صرف اتنا ہی منشاء ہے۔ کہ لوگ پڑھ لکھ جاویں۔ خواہ اخلاقی پہلو سے وہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں۔ اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ تو سخت غلطی کرتا اور تعلیمی مقاصد کی ہتک کرتا ہے۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ علی العموم مدرسین کے زیر نظر کورسوں کا ختم کرانا اور تعلیمی مقابلوں میں طلباء کا کامیاب کرا دینا ہی اصل مقصود رہ گیا ہے۔ ابتدائی تعلیم میں اگر اخلاقی تربیت کو خصوصیت سے مد نظر رکھا جاوے۔ تو اس کی تعلیمی قابلیت اور قوی کے نشوونما کے ساتھ ساتھ اس کی اخلاقی حسیں تیز ہونے لگیں۔ اخبارات میں بھی ملکی مضامین تو کثرت سے نکلتے ہیں۔ مگر اخلاقی مضامین ہوتے ہی نہیں۔ اور اگر کوئی لکھتا بھی ہے۔ تو مذاق ایسا بگاڑ دیا گیا ہے۔ کہ لوگ پسند نہیں کرتے۔ مدرسوں میں ٹمپرنس گائیڈ جیسے رسالے علی العموم آنے چاہئیں۔ اور اخبارات کو بھی اپنے کالم اخلاقی مضامین کے لئے وقف کرنے چاہئیں جن سکولوں کے ساتھ بورڈنگ ہوس ہیں۔ وہاں کے سپرنٹنڈنٹوں کو خصوصیت سے ان امور کی نگرانی کرنی چاہئے۔ کہ ان کے احاطہ بورڈنگ میں کوئی شخص خواہ وہ چپڑاسی یا مزدور تک بھی کیوں نہ ہو حقہ نوشی اور سگرٹ نوشی نہ کرے۔ اور طلباء کو کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ اخلاقی درس دینا چاہئے۔ میں اس خصوص میں اپنے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس کے ٹیوٹر مکرمی محمد اکبر شاہ خان صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فرائض میں اس امر کو داخل سمجھتے ہیں۔ کہ لڑکوں کو قرآن مجید کا بھی روزانہ درس وہ دیتے ہی ہیں۔ اور اس کے ساتھ **احیاء العلوم یا کیمیا سعادت وغیرہ** اخلاقی کتب میں سے بھی ہر روز درس دیتے رہتے ہیں۔ اگر دوسرے لوگ بھی ان کی اس خصوص میں تقلید کریں۔ تو بہت ہی بہتر ہو۔ اس لئے کہ ہمارا مدرسہ جس خصوص میں ممتاز ہونا چاہئے۔ وہ اس کی اخلاقی اور مذہبی عملی حالت ہے۔ اس کی تعلیمی قابلیت یا ورزشی کمالات کا اعلیٰ معیار بعد میں ہے۔ میں اس نقص کو چھپا نہیں سکتا۔ کہ سگرٹ نوشی کی بلا یہاں کے بعض طلباء کو بھی لگی ہوئی ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ وہ اسے باہر سے لیکر آئے ہیں۔ مگر یہاں آکر اس کا باقی رہنا تعریف کے قابل نہیں ہو سکتا۔ امید ہونی چاہئے۔ کہ اس بلا کو بائیکاٹ کیا جائیگا۔

کیا کریں؟ از واحدی کچھ شک نہیں کہ پُرجوش تقریریں اور تحریریں افراد قوم میں حس پیدا کرنے اور روح پھونکنے کے لئے بڑی لازمی چیزیں ہیں۔ لیکن جب ان کا حقیقی اور مفید اثر نہ دیکھا جائے۔ دل مطمئن نہیں ہو سکتا۔ آج کل مسلم پریس کی چیخ پکار اور سچے ہادیوں کی متفقہ آواز نے جنوب سے شمال اور مشرق سے مغرب تمام ہندوستان کے کلمہ گوؤں میں ایک حرکت۔ سنسناہٹ اور جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ مگر کوئی معقول نتیجہ جو مترتب ہوا ہو۔ یہ کہیں نظر نہیں آیا۔ دل ہی دل میں کُڑھنے سے کیا حاصل ہے۔ رو رو کر آنکھیں سُجانے سے کیا فائدہ؟ غور کرنا چاہئے کہ ہماری یہ حالت کس سبب سے ہوگئی۔ ہم پر چاروں طرف سے یہ ذلت اور مسکنت کا پہاڑ کیوں ٹوٹ پڑا ہے۔ دُنیا کے کسی کونے میں مسلمانوں کو اطمینان چین نہیں۔ زوال کو کمال ہوگیا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ سب ہمارے ہی کئے ہوئے کرتوت ہیں۔ ہم نے خدا کی اطاعت ترک کردی۔ خدا ہمیں سزا دے رہا ہے۔ اب بھی اگر ہم اسی کی طرف رجوع کریں۔ اس کے احکام کی تعمیل پر تیار ہو جائیں۔ تو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ کسی کی کیا طاقت ہے کہ ہمارے آگے سر اُٹھا سکے۔ ہم بیلونوں اور ہوائی جہازوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ ہماری ہمت کے آگے تو یہ کچھ ہستی نہیں۔ المختصر نہیں آپ ہی آپ گھلنے اور کونوں پر لوٹنے کے بدلے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ توبہ کرنی چاہئے اس کے سامنے گڑگڑانا چاہئے کہ بار الٰہا ہم نے اپنے اعمال سے اپنے تئیں تباہ و برباد کرلیا

ایک فعل جابر بن عبداللہ سے پیش کیا ہے جس میں دکھایا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں کو منع کیا خود قبلہ کی طرف منہ کرکے پیشاب کر رہے تھے۔ اگر گمراہ مسافر کی غرض احقاق حق ہوتا۔ تو وہ اس حدیث کے متعلق محدثین کی تنقید سے فائدہ اٹھاتا مگر اس کو اس سے کیا کام۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا۔ جس کی آپ تعمیل کرکے نہ دکھا دی ہو۔ محدثین نے جابر بن عبداللہ کی حدیث کو اصول محدثین پر پرکھا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ حدیث ابن لھیعہ نام راوی سے روایت ہوئی ہے۔ اور یہ راوی ضعیف تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں شارحین حدیث یہ بھی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ تاریخی سند اس بارہ میں کیا ہے۔ کہ ممانعت کی حدیث اس کے بعد کی نہ ہو۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا گمراہ مسافر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم سے روایت کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ تو تم اس کی تصدیق نہ کرو۔ اس کی تائید مزید حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ حذیفہ نے روایت کی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کی اروڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اور اس طرح پر بقول مسافر آپ کے قول اور فعل میں تناقض ہے۔

اما الجواب۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل مزکی ہیں۔ اور آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ **والرجز فاھجر**۔ اس لئے آپ نے جو تعلیم بھی دی ہے۔ اس میں طہارت اور نظافت کے اصول کو مد نظر رکھا ہے۔ مسافر اس پاکیزگی کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ جن کے ہاں اس کے متعلق کوئی ہدایت ہی نہ ہو۔ اور جو پیشاب کرنے کے بعد صفائی اور طہارت کو جانتا بھی نہ ہو۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک کرتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اصل تعلیم فرمایا۔ جو اس نجاست سے محفوظ رکھے۔ علاوہ بریں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بلحاظ حیا بھی فرق ہے۔ بہرحال آپ نے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جو آپ کا ایک فعل ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ایک روڑی پر آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ اس فعل نے مسافر پر بڑی اثر کیا۔ جو زادتھم رجسا علی رجسھم کی مصداق قوم پیدا ہوا کرتا ہے۔ کیا مسافر نہیں جانتا کہ ہر قانون اور ہدایت میں بعض اوقات استثنا ہوتا ہے۔

اسلامی نماز میں وضو ایک ضروری چیز ہے۔ مگر بعض حالتوں میں وضو ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اس کی جگہ تیمم سے کام لیا جاتا ہے۔ اور نماز کے ارکان سجدہ اور رکوع وغیرہ بھی اشارات محض سے ادا کر لئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام کے متعلق کچھ رخصتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو عذرات شدیدہ کے ماتحت ہوتی ہیں۔ پس نادان مسافر کو کیوں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل کسی عذر کے نیچے تھا۔

شارحین حدیث نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اول۔ وہ جگہ ایسی تھی۔ کہ بیٹھنے کو موقع نہ تھا۔ دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد صلب کی شکایت تھی اور عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ اگر کسی کو درد صلب ہو۔ تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اس کا علاج تھا۔ پس اس صورت میں یہ اعتراض محض شرارت کی راہ سے کیا گیا ہے۔ اگر نیت نیک ہوتی تو مسافر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھتا۔

استنجے کے تین ڈھیلے پھر مسافر نے اس حدیث کو پیش کیا ہے۔ کہ تین ڈھیلوں سے استنجا کرے۔ اور گوبر یا ہڈیوں سے استنجا نہ کرے۔ گوبر یا ہڈی سے منع کرنے میں جو حکمت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے۔ گوبر سے ازالہ نجاست نہیں ہو سکتا۔ اور ہڈی اور کوئلہ سے خراش پیدا ہو کر کسی زخم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مٹی میں ایک قوت جاذبہ ہوتی ہے۔ جو نجاست کو دور کر دیتی ہے۔ اور تین ڈھیلے تو محض اس لئے کہ تا ازالہ نجاست بخوبی ہو جاوے۔

ہاتھ کی رات پھر مسافر نے اس حدیث کو لکھا ہے کہ جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے۔ تو جب تک وہ اپنے ہاتھ کو دھو نہ لے کسی برتن میں نہ ڈالے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گذاری۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ پاک تعلیم اس کو کیوں بری معلوم ہوئی۔ مسافر کو تو اپنے پچھلے جنم کے حالات بھی معلوم نہیں۔ باوجودیکہ روح کی صفات میں سے علم بھی ہے۔ پھر کیا رات کو اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سونے کی حالت میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں وہی ایک اصل طہارت اور پاکیزگی کا برابر کام کر رہا ہے۔ کوئی بتائے کہ اس میں برا کیا ہوا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ سونے سے اٹھ کر ہاتھ کو دو تین مرتبہ دھو لینے کے بعد برتن میں ڈالو۔ نظافت پسند تو اس حکم پر قربان ہو جائیں گے۔ البتہ جن کی فطرت میں خباثت ہو۔ انہیں یہ ضرور برا معلوم ہوگا۔

(باقی انشاء اللہ العزیز آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

از دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نمبر ۳۸۶ مورخہ ۱۹۱۲ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ذیل کا اعلان درج اخبار فرما کر مشکور فرماویں۔

اعلان

اس سے پہلے بھی احباب کو اطلاع دی گئی تھی۔ کہ جلسہ سالانہ یا مباحثہ کے لئے پہلے یہاں سے دریافت کرکے انتظام ہونا چاہئے مگر اب تک عموماً یہی طریق برتا جاتا ہے۔ کہ بجائے خود ایک فیصلہ کرکے سب کچھ کر کرا لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ مباحثات میں شرائط بھی خود طے کر لیتے ہیں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں درخواست بھیج دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ اس جلسہ واعظ یا لیکچرار یا مباحثہ کرنے والے پہنچ جانے چاہئیں سب احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں احباب کسی جلسہ کی ضرورت سمجھیں۔ تو پہلے بوساطت دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لے لیں۔ دفتر سکرٹری کی معرفت ایسی درخواستیں آنے میں یہ فائدہ رہیگا۔ کہ اوقات مقررہ تک ضروری آدمی فارغ ہو سکیں گے۔

محمد علی
سکرٹری

مسلمانوں کی وفاداری پر حملہ

اور

ایک خطرناک کتاب کی اشاعت ملکی اور فوجی حلقوں میں

حال ہی میں ایک کتاب بیپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ہے۔ جو اردو زبان میں ہے۔ اور جس کا نام "خواب و خیال" ہے۔ یہ کتاب ملکی اور فوجی افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے۔ اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک ہندو سپاہی سیتارام کی سرگذشت ہے۔ جس نے سپاہی کے درجہ سے صوبیدار کے عہدہ تک ترقی کی۔ دوسرے حصے میں "رسوم ہند" کا انتخاب ہے۔ تیسرے حصہ میں اکبر۔ نورجہاں بیگم اور شاہجہان کا ذکر ہے اور دو ایک مضامین اور ہیں۔ ہم کو اس موقعہ پر صرف پہلے حصہ پر نظر ڈالنی مقصود ہے۔ جس میں سیتارام کی سرگذشت ہے۔ اصل کتاب ہندی زبان میں لکھی گئی تھی۔ جو اب کہیں نہیں ملتی۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ لفٹنٹ کرنل نارگیٹ نے ۱۸۶۱ء اور ۱۸۶۳ء کے درمیان ایک انگریزی اخبار میں چھپوایا تھا یہ ترجمہ ۱۸۷۳ء میں وکٹوریا پریس لاہور سے کتاب کی شکل میں دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔ اب انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہوکر یہ سرگذشت "خواب و خیال" کے پہلے حصہ میں داخل کی گئی۔ اس سے دو باتیں مدنظر ہیں۔ کہ سرکاری فوج کے سپاہیوں کے لئے دلچسپی کا سامان فراہم کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ اس کو پڑھکر انگریزی افسر عام بول چال اور بامحاورہ اردو سیکھیں۔ اس کے مترجم دو شخص ہیں۔ جن میں سے ایک لفٹنٹ کرنل ڈی سی فلاٹ ہیں۔ جو پہلے پنجابی رسالہ نمبر ۳ میں میجر تھے اور اب کلکتہ ایگزمنرس بورڈ کے سکرٹری ہیں۔ دوسرے مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ ڈیپارٹمنٹ کلکتہ میں ملازم ہیں۔ سیتارام نے اپنی سرگذشت میں نصف صدی گذشتہ کے واقعات درج کئے ہیں۔ جن میں غدر ۱۸۵۷ء کا واقعہ شامل ہے۔

ہم نے اس سرگذشت کو اول سے آخر تک بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس کے بعض مقامات کے پڑھنے کے وقت غم اور غصہ سے جو کیفیت ہمارے دل کی ہوئی۔ اس کو ہم کسی طرح الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتے۔ یہ وہ مقامات ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی وفاداری پر کھلے لفظوں میں حملہ کیا گیا ہے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں یہ خطرناک سرگذشت فوجی اور ملکی یورپین افسروں کے امتحان میں رکھی گئی اور اگر رکھی گئی؟ تو وہ مقامات کیوں نہیں خارج کئے گئے؟ اگر یہ کتاب کسی ذمہ وار سرکاری محکمہ سے شائع نہ کی جاتی۔ تو چنداں قلق نہیں تھا۔ مگر جبکہ وہ بورڈ آف ایگزمنرس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ جو ایک سرکاری صیغہ ہے۔ تو ہمارے رنج اور افسوس کی کوئی حد نہیں رہتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہم کو اس امر سے ہوتا ہے۔ کہ یہ سرگذشت نیم سرکاری ذریعہ سے ہندوستان کی تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ "۱۶۔ اگست ۱۹۱۱ء سے یہ سرگذشت "فوجی اخبار" میں اس وقت تک سلسلہ وار چھپ رہی ہے۔"

ہم کو یقین ہے۔ کہ کوئی مسلمان اس کتاب کے ان مقامات کو جن کی نسبت ہم نے اشارہ کیا ہے۔ بغیر سخت غصہ اور رنج کے مطالعہ نہیں کر سکتا۔ ہم اس موقع پر ان میں سے بعض مقامات کو درج کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمانان ہندوستان کو معلوم ہو۔ کہ ان کی وفاداری پر کیسا بزدلانہ اور ناپاک حملہ کیا گیا ہے اور اس کی اشاعت سرکار کے ملکی اور فوجی حلقوں میں کیونکر روا رکھی گئی ہے۔

صفحہ ۱۱۴ پر لکھا ہے کہ "یہ ہندوستانی مسلمان تو ہمیشہ اس خیال سے اپنا جی خوش کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو فرنگیوں سے دوبارہ فتح کر لیں گے۔ ان کو اس دن کا انتظار ہے۔ اور یہ آس باندھے ہوئے ہیں۔ کہ نزدیک ہی ہے۔ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ان کی آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ ایسی خام خیالی نہ کرتے۔ اپنی بہادری کی جو وہ دکھا چکے ہیں اور پھر ایک نہ دن دکھائیں گے۔ ڈینگ مارنے میں ان کو مزا آتا ہے۔"

اس سے بھی زیادہ خطرناک مقام اس کتاب کا پیراگراف نمبر ۳۱۶ ہے۔ جو صفحہ ۲۳۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس پیراگراف میں گورنمنٹ کو کھلے لفظوں میں بتایا گیا ہے۔ کہ مسلمان ہرگز لائق اطمینان اور قابل اطمینان نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے ہندوؤں کی وفاداری پر زور دیا گیا ہے۔ اس پیراگراف کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"سرکار کو چاہئے کہ اپنے ہندو نوکروں کی پوری طرح خبرگیری کرتی رہے۔ اور ایسی باتوں کو جن سے ان کے دلوں میں شکائت پیدا ہو۔ رفع کرے۔ تب ہندو کبھی ان کے خلاف کھڑے نہ ہوں گے۔ ہندو کبھی غدر میں پہل نہ کریں گے لیکن اگر غدر شروع ہو جائیگا۔ تو وہ شریک ہو جائیں گے سرکار اپنے اس بوڑھے تجربہ کار خادم کی بات کو یاد رکھے مسلمانوں پر ہرگز اعتماد نہ کرے۔ بس ہر ایک فساد کے بانی وہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سرکار سے دل میں کینہ رکھتے ہیں۔ مسلمان وہی سانپ ہے۔ جس کو ایک آدمی نے اپنے بچھونے میں رکھا تھا۔ کہ ذرا اس کا بدن گرم ہو جائے۔ لیکن اس کے عوض میں اس نے اسی کو کاٹا۔ کاٹنا سانپ کی طبیعت ہے۔ پس وہ سانپ بے کاٹے کیونکر رہ سکتا تھا۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کا مذہب سکھاتا ہے۔ کہ جس کو وہ کافر سمجھیں۔ اس کو مار ڈالیں۔ اور ہر قتل پر سات سات یا رسات بہشت میں ان کو جگہ ملے گی۔ ان کی طرف سے خواہ کتنا ہی دوستی کا دکھاوا ہو۔ اور وہ خواہ کتنی ہی وفاداری اور خیرخواہی کا اظہار کریں۔ ہرگز ہرگز صاحب لوگ ان کی باتوں پر کان نہ دھریں۔ ہرگز اعتبار نہ کریں۔ ہرچند ان پر بھروسہ کیا جائے۔ اور ان کے ساتھ مہربانی کی جائے۔ لیکن ہرگز یہ خیال میں نہ لائیں کہ یہ کبھی ہمارے اصلی دوست یا خیرخواہ بن سکیں گے۔ وہ اپنی پرانی سلطنتوں کی شان و شوکت کو یاد کرکے اکڑے پھرتے ہیں۔ اور ان کو امید ہے۔ کہ وہ زمانہ پھر آئیگا یہ امید عبث ہے۔ کہ پھر کبھی واپس آ سکتا ہے؟"

اس کے بعد پیراگراف نمبر ۳۱۷ ہے۔ جس میں لکھا ہے "کہ ان کے ملاں ان کی نفرت کی آگ پر پنکھا جھلتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی آ کر اسلام کی سلطنت پھر قائم کریں گے۔ لیکن وہ ابھی تک آ ہی رہے ہیں۔ ہمارے پنڈت کہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہندوستان آنے سے پہلے یہاں سچ ہی بولتے تھے۔ ساری برائیاں ان ہی کی لائی ہوئی ہیں۔ ان کے منحوس قدم کے پیشتر گناہ عنقا تھا۔ توبہ بالتوبہ!! انہیں نے تو سب کو آلودہ کر دیا۔"

سوال یہ ہے۔ کہ ان پیراگرافوں کے پڑھنے کے بعد ملکی اور فوجی یورپین افسر مسلمانوں کی نسبت کیا خیال کرتے ہوں گے؟ کیا وہ سمجھتے نہ ہوں گے۔ کہ مسلمانوں کی وفاداری اور خیرخواہی ناقابل اعتماد ہے۔ اور ان کی طرف سے کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا؟ راقم سرگذشت نے مسلمانوں کی وفاداری پر اعتماد نہ کرنے کی دو وجہیں بتائی ہیں۔ ایک یہ کہ ان کے مذہب میں کافروں کا مارنا ثواب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنی قدیم شان و شوکت کی یاد میں بدمست ہیں۔ اور ان کو دوبارہ اسلامی سلطنت قائم ہو جانے کی توقع ہے۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال دل میں نہیں لا سکتے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی وفاداری اور خیرخواہی کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتی ہے۔ جیسا کہ سیتارام کا تھا مگر پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں یہ خیالات درج ہیں۔ ایک سرکاری صیغہ کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے امتحان میں داخل کی گئی ہے؟ نیز کیا وجہ ہے۔ کہ نیم سرکاری ذریعہ سے یہ خطرناک سرگذشت تمام سرکاری فوجوں میں شائع کی گئی ہے؟ ایسا کرنے سے یقیناً ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کو اپنے لئے رحمت اور برکت کا باعث جانتے ہیں۔ اور جو میدان جنگ میں یورپین سولجروں کے دوش بدوش لڑکر اپنا خون بہا چکے ہیں۔ اور جو آئندہ بھی ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سیتارام کی نسبت جو اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے دیگر ہم خیال لوگوں کی نسبت ہم ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے۔ ہمارا روئے سخن صرف گورنمنٹ سے ہے۔ اور اسی سے ہم یہ شکائت کرتے ہیں۔ کہ اس کو ایک ایسی خطرناک کتاب جس میں مسلمانوں کی مسلم اور تاریخی وفاداری پر بزدلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ اپنے سول اور ملٹری افسروں کے مطالعہ کے لئے انتخاب نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ اس بات کی اجازت دینی چاہئے۔ کہ وہ سرکاری فوجوں میں شائع کی جائے۔ جن میں ہزاروں مسلمان سر سے کفن باندھے اس وقت کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ سرکار کی حمائت میں ان کو اپنا خون بہانا پڑیگا۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اگر ملکی اور فوجی یورپین افسروں کے خیالات مسلمانوں کی وفاداری کی نسبت بدل

توفیق دے کہ ہم دوبارہ تیرے نام کے متوالے بن جائیں نمازیں پڑھیں۔ روزے رکھیں۔ اور قرآن و حدیث کے ہر حکم کے لئے پوری تندہی اور مستعدی سے تیار رہیں +

ہوا کا رُخ

ہمعصر المنیر جھنگ رقمطراز ہے:۔

غریب بھائیو! خبردار ہو جاؤ۔ امیروں کی امیدیں چھوڑ دو۔ کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سرور کائنات فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں خود بھی غریب ہوں اور غریبوں ہی کا مجھے فخر ہے۔ غریبوں ہی سے دین شروع ہوا۔ اور آخر الامر غریبوں ہی میں رہ جائیگا۔ امیروں کا آسرا چھوڑ دو۔ خدا پر بھروسہ کرو۔ امیر تمہیں کہیں کا نہ رہنے دیں گے۔ اگر کچھ کرنا ہے تو خود کرو۔ سب سے پہلے کوشش کرو کہ تم پر قرون اولیٰ کی برکات کا جلوہ پڑے۔ تاکہ تمہارے دین و دنیا کے کام آسان ہوں۔ روٹی کی فکر خود کرو۔ پڑھنے پڑھانے کا ذمہ خود اٹھاؤ۔ مسجدوں کو خود سنبھالو۔ کیوں ایسے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے ہو۔ تم غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے نہیں ہو۔ بلکہ قرون اولیٰ کے مقابلہ پر تم بڑے مالدار اور بہت کچھ پڑھے ہوئے ہو۔ زیادہ رزق اور زیادہ علم سے کچھ نہیں بنیگا جب تک اندرونی حالت سنوارنے اور اخلاقی قوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کروگے۔ بتاؤ۔ قرون اولیٰ کے بزرگوں کے پاس وہ ایسی کونسی چیز تھی۔ جو تمہارے پاس نہیں تم ناحق غریب اور بے عقل بن رہے ہو۔ غریبی دل کی ہوتی ہے۔ دلوں کو تونگر کرو۔ وہ امیر جو تمہارے دوش بدوش کھڑے ہو کر نماز پڑھنے یا السلام علیکم کا سیدھے منہ جواب دینے کے بھی روادار نہیں۔ وہ تمہیں کبھی ساحل مراد پر نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ان کے حال پر رہنے دو۔ اور سمجھو کہ جو کچھ کرنا ہے خود کرو +

غریب اور تھوڑے پڑھے ہوئے بھائیو! تم اپنے ان مالدار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں سے امداد کی امید کئے بیٹھے ہو جنہیں خبر ہی نہیں رہی کہ اسلام بھی کوئی چیز ہے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کر کے یورپ جاتے ہیں۔ اور خانہ کعبہ یا مدینہ شریف مذہبی حیثیت سے چھوڑ کر اس واسطے بھی نہیں جاتے کہ وہ بڑے مقامات ہی دیکھ آئیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے دبائے بیٹھے ہیں مگر زکوٰۃ کے معنے کا بھی پتہ نہیں رکھتا۔ السلام علیکم کا جواب سونٹے سے دیکر بھی احسان جتلاتے ہیں۔ نماز کی خبر ہی نہیں اور اسے مُلّا لوگوں کا پیشہ کہہ چھوڑتے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی خان بہادر یا خانصاحب پانچ وقت حاضر ہوتا ہو۔ لاہور اس وقت پنجاب بھر کے مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ کہلا رہا ہے۔ مگر وہاں جا کر ایک دن پانچ وقت پڑتال تو کر دیکھئے۔ چودہ سو کے قریب مسجدوں میں کتنے خان بہادر یا خانصاحب یا رہبر قوم و محب قوم حاضر ہوتے ہیں۔ غریب بھائیو! جن لوگوں نے اس مالک کے احکام کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جس نے انہیں پیدا کر کے اس عروج پر پہنچایا۔ تو تم ان سے کیا امیدیں رکھ سکتے ہو۔ وہ جو کام کریں گے۔ وہی جن سے ان کی دنیوی عزت بڑھے۔ ہم زور اور دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ جو مسلمان احکام خداوندی اور ارشادات رسولی کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچیگا۔ انسائیکلوپیڈیا تو ساری زبانی یاد ہے۔ مگر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی پڑھنا پڑ جائے۔ تو ایسا پڑھتے ہیں جیسے ہندو۔ زبر زیر تک کا پتہ نہیں لگتا۔ غریب اور دیندار بھائیو! جو مسلمان شریعت کے پابند نہیں۔ اُن کی لیڈری کا جوا فوراً اپنی گردنوں سے اتار دو۔ بلکہ اُن کی بات بھی نہ سنو۔ اس اتفاق سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ جس میں شریعت کا خیال نہ رکھا گیا۔ یہ کیا مسلمانی ہے کہ صدر جلسہ ہمدردئے اسلام کے بڑے بڑے دعوے کر رہا ہے۔ مگر جب نماز کا گھنٹہ آتا ہے تو آنکھ بچا کر چرٹ لے بیٹھتا ہے۔ یا چا اُڑانی شروع ہو جاتی ہے۔ جب غربا اور مُلّا لانے نماز پڑھ کر واپس آتے ہیں۔ تو پھر حضور والا کرسی صدارت پر آ ڈٹتے ہیں۔

معزز ناظرین لمبا ہو چلا ہے۔ اس واسطے ہم باقی کو آئندہ پر اُٹھا رکھتے ہیں۔ اور اس ساری تحریر کا ماحصل ان دو لفظوں میں بیان کئے دیتے ہیں۔ کہ مسلمان جب سنبھلیں گے۔ اور جو مسلمان تابعدار شریعت نہ ہو۔ اس کے پاس دنیوی علوم کی خواہ کتنی ہی اعلیٰ اعلیٰ سندیں کیوں نہ ہوں۔ اسے ہرگز ہرگز اپنا لیڈر نہ سمجھو۔ والسلام

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

برٹش گورنمنٹ کے برکات میں سے جس برکت کو ہم سب سے اول بیان کرتے ہیں۔ وہ مذہبی آزادی ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اور پھر اس مذہب کے موافق وہ عبادات بجا لائے۔ یہ ایک ایسی گرامی قدر نعمت ہے کہ ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر باوجودیکہ برٹش حکام کے ماتحت سالہا سال سے یہ آزادی ہر شخص کو ملی ہوئی ہے۔ مگر پھر بھی کبھی کبھی کسی نہ کسی جگہ سے ایسی خبریں آ جاتی ہیں۔ جہاں ہمارے اہل وطن مسلمانوں کو اذان کے دینے سے روکتے ہیں۔ یہ خرابی زیادہ تر اُن دیہات میں پیدا ہوتی ہے جو سکھوں کے گاؤں ہیں۔ اگر چیف خالصہ دیوان اپنی طرف سے ایک سرکلر لیٹر شائع کر دے کہ اذان کو روکنا کوئی نیکی کا کام نہیں اور نہ گورو صاحبان میں سے کسی نے کبھی اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو امید ہے کہ سکھ بھائیوں کے توسل سے یہ مسئلہ حل ہو جاوے۔ اور آئے دن جو کسی نہ کسی جگہ اذان کے روکنے کی وجہ سے فسادات ہو جاتے ہیں۔ سب رُک جائیں اور امن قائم ہو جاوے۔ جہاں تک گورو صاحبان کی زندگی خصوصاً حضرت باوا نانک صاحب کی زندگی سے پتہ ملتا ہے۔ وہ خدا کے نام کی عزت کرتے اور اُن پاک لوگوں کی صحبت میں جاتے جو مسلمانوں میں واجب الاحترام سمجھے جاتے تھے۔ اور وہاں اُنہیں اذان سننے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور انہوں نے کبھی برا نہیں منایا۔ پھر معلوم نہیں۔ یہ بدعت ہمارے سکھ بھائیوں میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ اس وقت ہمارے پاس ماڑی پنوان ضلع گورداسپور اور ڈلہ ضلع گورداسپور کے مسلمانوں کی شکایتیں آئی ہیں کہ انہیں وہاں اذان دینے سے روکا جاتا ہے۔ اور ماڑی پنوان میں مسجد بنانے اور ڈلہ ضلع گورداسپور میں کنواں لگانے پر فساد بھی ہوا ہے۔ میں اس امر پر بحث کرنا غیر ضروری اور اپنے منصب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ کہ مقدمات کی نوعیت پر رائے زنی کروں۔

اصولی طور پر یہ طریق قابل اصلاح ہے۔ ہمارے سکھ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اب گورنمنٹ انگریزی کا راج ہے اور اس نے لوگوں کو مذہبی آزادی عطا کر رکھی ہے۔ انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسائیوں کو اپنی عبادات کے بجا لانے سے روکیں یا مسجد بنانے سے منع کریں۔ چونکہ یہ دونوں گاؤں ضلع گورداسپور میں واقع ہیں۔ اور جناب **میجر اے سی ایلیٹ** صاحب بہادر کی **معاملہ فہمی اور انصاف پروری** مشہور ہے۔ اس واسطے میں نہایت ادب سے ایک مسلمان کی حیثیت سے جناب ممدوح کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حضور ایسے معاملات میں ہماری فریاد کو سنیں۔ بدقسمتی سے بعض اوقات مسلمان عہدہ داروں کو بھی ہردلعزیزی کا ایک مرض لگ جاتا ہے۔ اور انہیں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ کہیں اگر سکھوں کے خلاف کسی مذہبی معاملہ میں نوٹس لیں۔ تو متعصب نہ کہلائیں۔ اس لئے اور بھی دقتیں پیش آ جاتی ہیں۔ بہرحال ضلع گورداسپور سے یہ پرانی بلا ہمارے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کے عہد میں دور ہونی چاہئے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ کہ ہم اپنے ناظرین کو یہ مژدہ سنا سکیں گے۔ کہ اس بلا سے ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کو نجات مل گئی +

جائیں۔ تو ماتحت مسلمان ملازموں کے ساتھ اُن کے تعلقات درست اور موزون نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ اس کتاب میں سرکاری فوجوں کے مسلمان ملازموں کی حد درجہ دلآزی روا رکھی گئی ہے۔ جن کو یقین ہے کہ وہ سرکار کے ایسے ہی سچے خیرخواہ ہیں۔ جیسے کہ اور قوموں کے لوگ ہیں۔ سعدی شیرازی نے کہا ہے کہ ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

بموجب اس شعر کے مضمون کے ہم کو اپنی قوم کے ممبروں سے بھی خاص کر شکائت ہے۔ جو اس کتاب کی تیاری میں لفٹنٹ کرنل ڈی۔ سی۔ فلاٹ کے مددگار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک مولوی رضا علی صاحب وحشت ہیں۔ جو امپیریل ریکارڈ کے ملازم ہیں۔ اور سیتا رام کی سرگذشت کے ترجمہ میں کرنل صاحب کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے خان بہادر شمس العلماء محمد یوسف جعفری ہیں۔ جو بورڈ آف اگزیمنرس کے ہیڈ مولوی ہیں۔ تیسرے مرزا محمد کاظم شیرازی ہیں۔ جو بورڈ کے پرشین اُستاد ہیں۔ ان دونوں نے کتاب کے مرتب کرنے میں کرنل صاحب کو مدد دی ہے۔ اور کرنل صاحب نے کتاب کے دیباچہ میں ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ کس قدر افسوس اور تعجب کی بات ہے۔ کہ ان تینوں میں سے کسی نے بھی بورڈ کو سرگذشت کے اُن مقامات پر متوجہ نہیں کیا۔ جن میں مسلمانوں کی نسبت ایسے دلشکن اور دلخراش الفاظ درج ہیں۔ کیا مولویت اور شمس العلمائی کا اقتضا یہی ہے۔ کہ قومی حمایت کا خیال اُن کے دلوں سے ملیا میٹ ہو جائے؟

آخر میں ہم کو توقع ہے کہ گورنمنٹ ہماری اس جائز اور معقول شکائت پر اپنی توجہ جلد تر مبذول کرے گی۔ اور ''خواب و خیال'' میں سے سیتا رام کی سرگذشت کو کلیتاً خارج کر دیگی۔ یا اُن تمام فقروں کو حذف کرنے کا حکم دیگی جن میں سے چند فقرے اس مضمون میں درج کئے گئے ہیں۔ اور جن سے تمام مسلمانوں کے جذبات وفاداری کو صدمہ پہنچتا ہے۔

ہم نے سُنا ہے کہ یہ کتاب ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کے نوٹس میں لائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک اُس نے اپنی صدا اس کے برخلاف بلند نہیں کی۔ ''آل انڈیا مسلم لیگ'' اور دیگر اسلامی انجمنوں اور اسلامی اخباروں سے اُمید ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی نسبت اپنی عام نارضامندی سے آگاہ کریں گے۔

(مسلم گزٹ)

مراکو کا ایک قدیم مدرسہ

چند ہی روز ہوئے۔ ہم مراکو کے پُرانے عروج اور وہاں کی اگلی ترقیوں کے کچھ حالات بیان کر چکے ہیں۔ لیکن وہاں کے اہل عرب کی قدیم ترقیاں ایسی نہ تھیں۔ کہ ایک ہی مضمون میں ظاہر کر دی جاسکیں چنانچہ اب ہم وہاں کے اس عہد کے بعض مدارس کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

مراکش میں دولت مرادین کو پامال کر کے جب عبدالمومن بن علی نے اپنے مرشد ابن طومرت مہدی کے اصول کے مطابق نئی دولت موحدین قائم کی ہے۔ تو اس نے شمال میں ہسپانیہ کے اکثر شہر فتح کر کے اور مشرق میں الجیریا وغیرہ کو مطیع فرمان بنا کے دُور دُور تک اپنا سکہ جما دیا۔ عبدالمومن کا زمانہ ۵۲۴ھ سے لے کے ۵۵۸ھ تک تھا۔

فتوحات کے مشغلہ سے فارغ ہوتے ہی وہ شہر مراکش کی آراستگی میں مصروف ہوا۔ جابجا عالیشان مسجدیں تعمیر کرائیں اور بڑے بڑے دارالعلوم قائم کئے۔ انہیں مدارس میں ایک خاص مدرسہ اُس نے اپنے مذاق کے مطابق بہت بڑے پیمانہ پر قائم کیا۔ جس میں نوجوانوں کو علوم دینی و دنیوی ہی کی نہیں۔ بلکہ فنون حرب کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ایسی تکمیل کے ساتھ کہ جو طلبہ اس مدرسہ کی تعلیم سے فارغ ہو کے نکلتے وہ اُتنے ہی زبردست عالم و فاضل اور قاضی و مفتی ہوتے تھے۔ جتنے بڑے کہ شہسوار اور سپہ سالار بلکہ امیر البحر ثابت ہوتے۔ اس کی خواہش تھی۔ کہ یہی مدرسہ اُسے متبحر عالم اور اعلیٰ درجہ کے قاضی بھی دے۔ اور یہی زبردست والی ملک۔ قائد۔ اور سپہ سالار بھی فراہم کرے اور یہی کے طلبہ اُس کی فوج کے افسر ہوں۔ اس دارالعلوم اور اس کے تمام مدارس میں مصامدین (ایک معزز قبیلہ) اور دیگر قبائل کے معزز ترین خاندانوں کے نوجوان بھرتی کئے جاتے۔

صرف اس کے دارالسلطنت کے بڑے مدرسہ میں طلبہ کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور وہ سب اس قدر ہم قامت اور ہم عمر تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ گویا سب ایک ہی تاریخ کو پیدا ہوئے ہیں۔ یہ حافظ یا طالب علم کہلاتے۔ حافظ کا لقب انہیں اس لئے دیا جاتا۔ کہ سب کو امام مالک کی موطا اور صحیح ابن خزیمہ زبانی یاد کرائی جاتیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں بھی اُن کے نصاب تعلیم میں داخل تھیں۔

ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ جب عبدالمومن جامع مسجد سے نماز پڑھ کے واپس آتا۔ یہ سب طلبہ یا حفاظ اس کے قصر میں جمع ہوتے۔ اور ہفتہ بھر میں جو کچھ پڑھا ہوتا۔ اُسے سب کھڑے ہو کر سُناتے۔ اس طریقہ سے بادشاہ خود ہر جمعہ کو اُن کا امتحان لے لیا کرتا۔ ہر ہفتہ میں ایک دن اس لئے مقرر تھا۔ کہ یہ طلبہ آکے اپنی بہادری کا ثبوت دیں

اس غرض کے لئے اُس نے اپنے باغ میں ایک بڑا تالاب کھدوایا تھا۔ جسے ایک بڑی جھیل کہنا چاہئے۔ یہ تین سو قدم لمبا تھا اور تین سو قدم چوڑا۔ اور اس زمانہ میں جتنی قسموں اور وضعوں کے جہاز مروج تھے۔ اس تالاب میں لاکے ڈالے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کو خود عبدالمومن نے ایجاد کر کے اپنے نقشہ پر تیار کرایا تھا۔ جو کہ نہائت ہی عجیب شان دکھلاتے تھے۔ ان پر سوار ہو کے یہ حفاظ جہازرانی اور امیر البحری کا ہنر دکھلاتے۔ اور بادشاہ کے سامنے ان جہازوں کی دو ٹکڑیاں ہو جاتیں۔ جن کو یہ طلبہ لیکے آتے۔ اور بڑی تیزی اور مستعدی سے بحری لڑائی کا پورا سماں دکھا دیتے۔ ان جہازوں کی چلت پھرت۔ اُن کے زور و شور سے عملاً آور ہونے اور سُرعت سے ہٹنے اور زد سے بچ کے نکل جانے سے ایک نہائت دلچسپ منظر نظر کے سامنے ہو جاتا۔

اس طریقہ سے بادشاہ نے ان طلبہ کو علم و فضل کے ساتھ بری و بحری دونوں طرح کی لڑائیوں کے لئے خوب تیار کیا تھا اور ہفتہ کا کوئی دن طلبہ کی ہنرمندی کا تماشہ دیکھنے سے خالی نہ جاتا تھا۔ ہر مقابلہ میں جو طلبہ کامیاب ہوتے۔ اُن کو بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے انعام دیتا۔ اور اُنہیں میں سے ملکی اور فوجی خدمات کے لئے اعلیٰ افسر اور عہدہ دار منتخب کر لیا کرتا۔ اس مدرسہ کے اور دیگر مدارس کے تمام مصارف خود بادشاہ کے ذمہ تھے۔ اور اسلحہ اور گھوڑے بھی وہی فراہم کرتا۔ انہیں حفاظ میں خود عبدالمومن کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے۔ جن کو اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی۔ اور یہ شاہزادے اس مدرسہ میں تعلیم پاکے ایسے صاحب علم و فضل سردار اور جوانمرد سپہ سالار [illegible] ثابت ہوئے۔ جن کی نظیر زمانہ میں نہل سکتی تھی۔

اس مدرسہ اور اس تعلیم نے چند ہی روز کے اندر اہل مراکش میں عجیب و غریب جوش جواں مردی اور مذاق علمی پیدا کر دیا تھا کیا آج کا مراکش وہی پُرانا مراکش ہے؟ اور باوجودیکہ دُنیا بہت آگے بڑھ آئی ہے۔ مگر ہم پوچھتے ہیں۔ کہ آجکل کے مہذب و متمدن یورپ کا کوئی شہر کبھی کوئی ایک بھی ایسا کالج پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ آج سے آٹھ سو برس پہلے مراکش میں قائم تھا؟ (دلگداز)

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

حروب صلیبی کے تذکروں میں متعصب مورخین نے دروغ بافیوں کی انتہا کر دی ہے انگلستان کی ایک روشن خیال جماعت نے واقعات کے چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ایک منصفانہ کتاب لکھ کر مسلمانوں پر احسان کیا۔ جس کا ترجمہ ماہ بماہ

مائدۂ خلافت سے کچھ ریزے

مستقل سرمایہ الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں مستقل سرمایہ انجمن کے متعلق ایک آرٹیکل لکھا گیا تھا۔ جس میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر ایک لاکھ جو مستقل سرمایہ جمع کرنے کی جو تجویز کی گئی ہے۔ وہ نہائت ضروری ہے اور قوم کو اس رقم کے پورا کرنے کا بہت جلد انتظام کرنا چاہئیے۔ برادرم مولوی محمد علی صاحب سکرٹری انجمن نے ایک روز مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ مستقل سرمایہ کی تجویز کو پسند نہیں کرتے۔ میری طبیعت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نکتہ رس پیدا کی ہے۔ مَیں اس پر غور کرتے کرتے دور پہنچ گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ذوق میں اپنے ناظرین کو بھی شریک کروں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس رائے سے پتہ لگتا ہے کہ وہ

توحید کے کس اعلیٰ مقام پر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے۔ کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم انسانوں۔ حیوانوں۔ بتوں۔ درختوں۔ عناصر۔ اجرام فلکی یا کائنات میں سے کسی اور چیز کی پرستش نہ کریں بلکہ توحید کے تین مدارج ہیں۔ پہلا درجہ تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جاوے۔ اور ہر ایک چیز جو مخلوق اور محدود ہے۔ خواہ زمین پر ہے یا آسمان پر اس کی پرستش سے کنارہ کیا جاوے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے۔ کہ اپنے اور دوسروں کے کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جاوے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جاوے جس سے وہ اسباب خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جاویں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو مَیں تباہ ہو جاتا۔ یہ درجہ **توحید** کا موحدین میں سے بھی بہتوں کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بہت لوگ ہیں۔ جو اسباب پر کلّی تکیہ کر لیتے ہیں۔ پس حضرت امیر المومنین نے اپنی قوم کو اس رنگ میں توحید کے اس مقام کی تعلیم دی ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مستقل سرمایہ کے بغیر کام نہیں چلیگا۔ تو نعوذ باللہ یہ شائبۂ شرک کا ہو سکتا ہے۔ اور مستقل فنڈ کو کوئی خاص وقعت اور عظمت دیتے ہیں۔ اور اس طرح پر اس درجہ تک اس کو خدا تعالیٰ کی عظمت میں جو یگانہ اور فرد ہے داخل کر لیتے ہیں و نعوذ باللہ من ذالک اس سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ تمسک بالاسباب سے حضرت خلیفۃ المسیح روکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہ ہمارے اندر **خدا پرستی** کا ایک خاص رنگ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہماری نظر ان اموال پر ہی نہ ہو۔ اور ہمارے کاروبار جو محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں۔ ان کے تہیہ و تکمیل کے لئے ہم ان آنی اور فانی اسباب کو مشکل کشا نہ قرار دے لیں بلکہ ہر حال اور ہر صورت میں

ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو۔

اس لحاظ سے مستقل سرمایہ کوئی چیز نہیں ہونی چاہئیے۔ ہمارا مستقل سرمایہ وہی غیر فانی اور **لا تبدیل ابدی خدا** ہو۔ نہ فنا ہونے والی دنیا۔ ہم پہلی قسم کے شرک سے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے ہیں اور ایک معلم حقانی اپنی قوم کی حالت اور استعداد کو مدنظر رکھ کر اس کی اصلاح کرتا ہے۔ اس لئے آپؓ نے اس دوسرے درجہ کے شرک سے بچانے کے لئے یہ فرمایا۔

پس ہم کو خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنی چاہئیے کہ ہم دنیا کے کاروبار میں موثر حقیقی اسی کو یقین کریں ایسا نہ ہو کہ کسی موقعہ پر بھی اسباب دنیا میں ایسے منہمک ہو جائیں کہ وہ آبدار موتی جس کو توحید کہتے ہیں خدانخواستہ ہم کھو بیٹھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی اس تعلیم اور تذکرے سے آپؓ کے مقام توحید کا بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ اس سے بھی اوپر ہیں۔ جو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت میں انسان ایسا کھویا جاوے کہ اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دے۔

خدا سے ڈر کر اور سب کچھ کر میرے مکرم بھائی شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے۔ جنہوں نے ایم۔ اے کی ڈگری لینے کے بعد قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی صحبت میں رہ کر دینیات کی تحصیل کی ہے اور جن کے متعلق حضرت نے ایک دن فرمایا۔ کہ ہم نے ان کو سب کچھ پڑھا دیا ہے۔ علیگڈھ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی اور فلاسفی مقرر ہو گئے ہیں۔ وہ چند روز ہوئے حاضر خدمت ہوئے۔ روانگی کے وقت انہیں ایک نصیحت کی۔

خدا سے ڈر اور سب کچھ کر

ان الفاظ کے اندر جو حق اور حقیقت ہے وہ ظاہر ہے اور کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کے اس ارشاد سے ایک خاص نکتہ معرفت ملا۔ بعض عیسائی اور آریہ **اعملوا ما شئتم** پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ گویا سب کچھ کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی۔ اس کا جواب اس فقرہ میں موجود ہے۔ سب کچھ کرنے کی اجازت خوف خدا کے بعد ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور موثر تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحبت میں رہنے والی قوم کے اندر کامل **خدا پرستی** پیدا کر دی تھی۔ اور ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جبروت اور اس کی محبت و احسان کا وہ غلبہ تھا کہ اس کے منشاء کے خلاف وہ کوئی کام کر ہی نہ سکتے تھے۔ گویا وہ بدیوں کے لئے **خصی** کر دیئے گئے تھے۔ اب اگر انہیں کہا جاوے کہ جو مرضی ہے کرو۔ تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ ان سے بدیوں کا ارتکاب ہوگا۔ ایسا خیال کرنے والا نہائت شریر اور ظالم طبع ہوگا۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے خوف کا اپنے دل پر غلبہ رکھتا ہے۔ وہ بدیوں کے نزدیک نہیں جا سکتا۔ پس حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی یہ نصیحت نہائت قیمتی اور لاجواب ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے **دلوں میں لٹکی رہے۔**

خلیفہ فرمایا۔ ایک دن درس میں کسی عورت نے پوچھا کہ **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** میں خلیفہ سے کیا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا۔ کہ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ بنایا کرتا ہے کسی انسان یا جماعت کے بنانے سے کوئی **خلیفہ** نہیں ہوا کرتا۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا ہے۔ اس کے ماں باپ مشہور ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے واقف ہوتے ہیں۔ اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے مجھکو خلیفہ بنایا۔ تو میرے ماں باپ اور میرے خاندان کو سب لوگ جانتے ہیں۔ مَیں کوئی غیر معروف انسان نہیں۔ جس کو کوئی جانتا ہی نہ ہو۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ میری **اولاد** اور نسل کو جاری رکھیگا۔

مضطر بنو خاکسار ایڈیٹر الحکم کو آجکل پھر کثرت پیشاب کی شکایت ہے۔ اس عارضہ کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے طبی مشورہ لینے کو حاضر ہوا۔ فرمایا۔ تم کیا کرتے ہو کہ مجھے گھبرا نہیں ہوتا۔ زندگی کا کیا اعتبار ہے۔ تم اپنے اندر اضطرار پیدا کرو۔ اضطرار قبولیت دعا کے لئے ضروری چیز ہے۔ کیا تم نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا۔ **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ**۔ مضطر کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور پھر مضطر تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے لئے حرام بھی حلال ہو جاتا ہے۔

دینی غیرت قادیان میں ایک مسجد ارائیوں کے محلہ میں واقعہ ہے اس کا ایک حجرہ فروخت ہو گیا اور کمیٹی قادیان نے اس پر عمارت بنانے کی اجازت دیدی۔ اور باقی حصہ مسجد کے فروخت کرنے کے بھی ارائیں فکر میں تھے۔ مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "یہ کیسے اندھیر کی بات ہے۔ کہ مسجد فروخت ہو جائے اور اس کا کوئی انتظام نہ کیا جائے۔ مجھے اس سے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ جس طرح ہو۔ اس مسجد کو مسجد کی صورت میں قائم رکھا جاوے اور اس حجرہ کو بھی واپس لیا جاوے۔ مَیں اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ اور اگر مقدمہ کرنے کی ضرورت ہو۔ تو بیشک مقدمہ کرو۔ مسجد کی یہ بے حرمتی میرے لئے بہت تکلیف دہ امر ہے۔"

یہ شعائر اللہ کی عظمت اور دینی غیرت کی ایک معمولی سی مثال ہے۔

تاثیر درد حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی وہ درد مند دل سے نکلی ہوئی نصیحت جس کا ذکر میں دار الامان کے ہفتہ میں کر چکا ہوں۔ ایسی کارگر اور موثر ثابت ہوئی ہے کہ اس کی نظیر مشکل سے ملیگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قوت قدسی کے انسان کی قلبی طاقت کی دلیل ہے۔ بہت سے آدمیوں نے حقہ نوشی سے توبہ کر لی اور حقے ٹوٹ گئے۔ مدرسہ کے طالب علموں میں سے جو سگریٹ نوشی کے عادی تھے۔ وہ اپنی توبہ کی درخواستیں پے در پے بھیج رہے ہیں۔ بعض کو اس قبیح عادت کے ترک سے تکلیف بھی ہوئی ہے۔ حضرت نے ان کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا ہے مَیں اس فائدہ عام کے لئے درج کرتا ہوں۔

فرمایا۔ کہ جب حقہ کی خواہش پیدا ہو تو چند کالی مرچیں منہ میں رکھ لو اس سے یہ تکلیف جاتی رہیگی۔ بہرحال یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ یہ بلا ہمارے مدرسہ سے رخصت ہونے کو ہے بلکہ ہو چکی۔

قوم کیونکر بنتی ہے؟ ۱۳ فروری کو دوپہر کے وقت قرآن کریم کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ قوم ہمیشہ ان لوگوں سے بنتی ہے۔ جو اپنی اصلاح کرنے کے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ قوم سازی کے جو اصول قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں ان میں **حَبْلُ اللّٰہ** کو مضبوط پکڑنا۔ تفرقہ نہ کرنا بیان ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں فرمایا۔ کہ جب ایسی قوم بن جاوے۔ جو حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لے اور باہم متحد فی الارادۃ ہو۔ تو وہی بہترین قوم ہوگی۔ اور اس کا کام لوگوں کو بھلائی کی تعلیم اور بدیوں سے بچنے کی ترغیب دینا ہوگی اور یہ ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو خود عامل ہوں۔ اگر عمل نہیں تو کچھ فائدہ اور تاثیر

مسلمان اپنی آئندہ پولیسی کی تلاش میں

(۲)

ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ میں نے ۲۸۔ جنوری ۱۹۱۲ء کے الحکم میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ جو خداتعالیٰ کے محض فضل سے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور الحکم کے بعض غیر احمدی معزز احباب نے بھی اس حق کی تائید کی معاصرین میں سے معزز ہمعصر ملت لاہور نے اس کے ایک نہایت اہم حصہ کا اقتباس شائع کیا۔ جس سے میں یہ اندازہ کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔ کہ ملت کے دل میں اہل ملت کی اس پراگندہ حالت کو دیکھ کر درد پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ اخلاص کے ساتھ خدمت قوم کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم کا اخباری مذاق بگڑ چکا ہے۔ باوجودیکہ اخبار بینی کا مذاق بڑھ رہا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی مذاق بگڑا بھی ہے۔ اور اس کے لئے

خود ہمارا پریس ذمہ وار ہے

پریس کی یہ نازک حالت اسی اخلاص کی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہمارا مقصود محض اپنی گرم بازاری ہے۔ اصلاح قوم نہیں جسطرح پر ہم ملکی لیڈروں کو دیکھتے ہیں۔ کہ وہ محض حصول خطاب یا ذاتی وجاہت کے بڑھانے کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پر ہمارا مطمح نظر کچھ اور ہے۔

اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ ہم اپنی اخباری طاقت کا نام

ناصح برائے دیگراں۔

رکھیں۔ بہرحال اس وقت مجھے مسلم پریس کے متعلق تفصیلی بحث نہیں کرنی بلکہ اس کے لئے میں ایک جدا سلسلہ مضامین خداتعالیٰ کے فضل اور توفیق سے لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ ذکر جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا۔ اور عجیب اتفاق کی بات یہ ہے۔ کہ ۴ر فروری ۱۹۱۲ء کو جناب خواجہ صاحب نے لاہور میں اسی موضوع پر جو ۲۸ جنوری ۱۹۱۲ء کو الحکم میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ ایک مبسوط لیکچر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کی گمشدہ متاع کی طرف رہنمائی کرے۔ اس تحریک کا پیدا ہونا مبارک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لئے میں آج اس سلسلہ میں دوسرا آرٹیکل نذر ناظرین کرتا ہوں۔ میں نے بتایا ہے کہ مسلمان اگر قرآن مجید کو اپنا دستور العمل بنائے رکھتے اور اسی کو ہر مرحلہ زندگی اور ہر واقعہ پیش آمدہ میں دھبر صادق یقین کرتے۔ تو ان ٹھوکروں سے بچ رہتے۔ مگر آج یہ حالت نہیں ہے۔ اس وقت قرآن مجید کے مقابلہ میں زید و بکر کی رائے قابل عملدرآمد اور سچی رہنما سمجھی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ مسلمانوں میں دھڑہ بندیاں پیدا ہو کر ان کی طاقت منتشر اور زائل ہو رہی ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔ جہاں مختلف قوموں اور مذہبوں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور انہیں میں مسلمان بھی ہیں۔ قدرت ان کو یہاں لائی تو فاتح کی حیثیت سے تھی مگر اب وہ حاکم نہیں بلکہ محکوم ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں گو افسوس کی ہو۔ اگر ہم صرف پچھلی داستان نہ زانہیں اب داستان ہی کہو کو پڑھ کر خوش ہو لیں یا اپنی موجودہ حالت پر آنسو بہا لیں۔ تو وہ خوشی اور یہ غم محض کوئی ہستی نہیں رکھتا حکومت اور ملک کا عطا کرنا اور چھین لینا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ وہ خاص اسباب کے ماتحت ایک قوم کے سپرد یہ امانت کرتا ہے۔ اور خاص اسباب کے ماتحت دوسری سے لے لیتا ہے۔ اگر ہم قابل رہتے۔ تو یہ امانت ہم سے نہ لی جاتی۔ اب جبکہ اپنی شامت اعمال سے ہم گر چکے ہیں تو صرف کراہنے سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اس رونے دھونے کو چھوڑ کر ہمیں اپنی

موجودہ پوزیشن پر غور کرنا چاہیئے

ہم مختلف قوموں اور مذہبوں کے درمیان خدا تعالیٰ کے خاص منشا کے ماتحت رکھے گئے ہیں۔ اور ایک غیر قوم کے ماتحت ہمیں رہنے کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت میں مسلمانوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنے کے موقعے ملے ہیں اور یہ محض اس لئے تھے کہ تا آئندہ مسلمانوں کی زندگی میں وہ دستور العمل ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی جس قسم کے ابتلاء اور مصائب کی زندگی تھی خداتعالیٰ کا محض فضل ہے کہ وہ ایام ہم پر نہیں آئے اس میں کوئی کلام نہیں کہ ہم حد درجہ کی پستی میں گرے ہیں۔ مگر جس حکومت کے نیچے ہم کو رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں وسعت اور سینہ میں حوصلہ ودیعت کر دیا ہے اور عدل و انصاف اس کا شعار زندگی ہو رہا ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ ہم نے بیان کیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ جو آرام اور امن کی دولت ہمیں ملی ہے۔ وہ ہم کو کسی اسلامی سلطنت میں بھی نصیب نہیں ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آج ہمیں حکمران ہو کر بھی ایسی راحت اور آسائش میسر نہیں۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اگر ہمارا اسوہ حسنہ ہو۔ تو ہم سراسر دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بھی خدا کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے زندگی بسر کر سکتے ہیں مگر

بشرطیکہ مسلمان ہوں

پھر مکی زندگی کے بعد ایک دور مدنی زندگی کا آتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تشریف لائے ہیں وہاں مختلف قومیں آباد تھیں ان لوگوں میں امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت نے اختیار کیا۔ وہ ہمارے لئے

ہندوستان میں رہنمائی کر سکتا ہے

وہ کون سی بات ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی میں ہمیں نہیں مل سکتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ ہماری روشنی

اس سراپا نور سے نہیں۔ بلکہ یورپ سے آتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یورپین ممالک میں رعایا کے مختلف فرقوں میں جدوجہد ہوتی ہے حقوق اور عہدوں کے حصول کے لئے جھگڑے اور مناقشے ہوتے ہیں مختلف موقعوں پر ہڑتالیں ہوتی ہیں ایجی ٹیشن ہوتا ہے۔ ہم اپنی زندگی کو اسی رنگ میں ڈھالنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنے افسروں اور حاکموں کو اسی طریق سے اپنی ضرورتوں سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ راہ گو کسی حد تک مفید ہو مگر نہایت خطرناک ہے اور شراب اور جوئے کی طرح

ان کا ضرر نفع سے بڑھکر ہے

مگر ہم ہیں کہ ضرر کو بھی نفع سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس وقت تک کوئی بہتری کی راہ پیدا نہیں ہو سکتی اور وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی اندرونی اصلاح نہیں ہوتی۔ کیا ہی خوب اور کیا ہی سچ فرمایا تھا ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک موقعہ پر کہ وہ لوگ جو اپنے افسروں یا حکام کی شکائت کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں وہ اپنی اصلاح کر لیں اللہ تعالیٰ ان کے ان حاکموں کی اصلاح کر دیگا۔ یہ مفہوم تھا آپ کی تقریر کا حقیقت میں جبکہ ہمیں جو تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ ہمارے کسی کرتوت اور فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہو کہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو کر ہم دوسروں کی شکائت کریں۔ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جو ہم میں پھیل رہی ہے اور جس کو محسوس کرنے کی وجہ سے ہم کو اٹھانا ہے کہ ہماری ہمسایہ قومیں وہ کوئی بھی ہوں کیا ہمسایگی حقوق کے نیچے ہم پر اپنا کوئی حق نہیں رکھتی ہیں میں مانتا ہوں کہ ہمارے اہل وطن اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے جو جدوجہد کرتے ہیں اس میں وہ ہمارے حقوق کو بھی اپنے پائمال کر جاتے ہیں لیکن اگر وہ ہمارے حقوق ہمسایگی کا لحاظ نہیں کرتے یا اس کی تعلیم نہیں دی گئی۔ تو یہ ان کی اپنی اخلاقی یا مذہبی کمزوری تو ہو سکتی ہے جس کے لئے وہ جوابدہ ہو سکتے ہیں مگر تم بتاؤ کہ تم بھی اگر ان سے وہی سلوک کرتے ہو اور ہمسایگی کے حقوق کو کچلتے ہو تو پھر

تم میں اور ان میں کیا فرق ہے۔

مجھے نہائت افسوس اور دلی دکھ کے ساتھ اپنے برادران وطن سے بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ ایک طرف تو وہ اچھوت ذاتوں کو اٹھا کر مساوات کا درجہ دیتے ہیں اور گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ گوروں اور کالوں میں امتیاز نہ رہے سب کو یکساں حقوق ملیں مگر خدا کے لئے وہ بتائیں کہ یا اصول جس کو تم خود دوسروں کو کاربند کرنا چاہتے ہو آپ کیوں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے؟ مسلمانوں کے ساتھ تمہیں یہ فساد اور عداوت کیوں ہے؟ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی ہمارے لئے ہندوستانی زندگی میں بہترین رہنما ہے کیونکہ ہندوستان میں مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی ہر دن کی شرارتوں اور تکلیفوں کے باوجود بھی انکے مفاد اور نفع کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے مخالف اور متضاد گروہوں کا باہم اتحاد اور ارتباط قائم رکھنے کے لئے بینظیر کوششیں کیں اور اپنے طرز عمل سے بتا دیا کہ اس محبوب اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی غرض یہی تھی کہ خداتعالیٰ کی متفرق مخلوق کو

ایک کنبہ کی صورت بنا دے

اس کی یہی تاکید تھی اور یہی اس کی پیچ کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قائم کرو۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جس اتحاد پر آجکل کی مہذب دنیا ناز کرتی ہے۔ اس کا

معلم اول محمد عربی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

پھر اس دو دن کے اتحاد میں تو ڈپلومیٹک کارروائیاں ہیں جس اتحاد کی بنیاد اس ذات بابرکات نے رکھی تھی اس کی تہ میں اخلاص تھا۔ ایثار تھا ہمدردی تھی اور حیا تھا پس آج اگر مسلمان آپ کی اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھکر کام کریں تو انہیں اپنی کسی خاص پولیسی کی حاجت نہیں مجھے تو یہی حیرت ہے۔ کہ یہ سوال مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کیوں ہوتا ہے؟ اور اس پر راستہ زنی کے لئے قلمیں اور زبانیں کیوں چلتی ہیں؟ ہم اگر اپنی اصلاح کریں غیر قوموں اور غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ وہ سلوک کریں جو ہمارے سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو یہ نزاعیں بہت جلد مٹ جاویں مگر رونے کی بات تو یہی ہے کہ ہم غیر قوم سے سلوک تو تب کریں جب پہلے ہم اپنے ہمسایوں کا سا برتاؤ کریں۔ جب ہم آپس میں ہی منازعت کرتے ہیں اور جھگڑتے رہیں اور دوسروں کو اپنی خود غرضیوں کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ تو

تا بدیگراں چہ رسد

اسلام نے ہمیں تعلیم دی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ کہ مسلمان وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مگر بتاؤ آج کل کیا ہو رہا ہے؟ ہمیں بتایا گیا تھا کہ لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ مگر بتاؤ کہ کیا ہم میں اخوت کا کوئی اثر باقی ہے اور کیا ہم دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد اور نفع کی نگہ سے دیکھتے ہیں؟ ان باتوں کا جواب عملی واقعات سے یہ ہے کہ ہرگز نہیں پس یہ ساری تجویزیں۔ سارے رزولیوشن اور تقریریں

محض دھوکہ ہیں جبتک ہم اپنی تبدیلی نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے نیک انجام کی کلید خداتعالیٰ کے موعود مرسل مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں ہے۔ اگر مسلمان اپنی ضد اور عداوت اور ہٹ کو چھوڑ کر اس مغرور... اخیر - مخالف ان کی ساری نحوستیں زائل ہو سکتی ہیں کیونکہ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ رجوع برحمت کرے وہ الہام یہ ہے:- چو دور خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند۔ مسلمان اگر پھر مسلمان بن جاویں تو ان پر وہی اطمینان اور سکینت نازل ...

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیحؓ اور آپؓ کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت ہیں حضرت خلیفۃ المسیحؓ عورتوں اور مردوں کو تو درس قرآن مجید دیا ہی کرتے ہیں۔ اب آپؓ نے چھوٹی لڑکیوں اور چھوٹے لڑکوں میں بھی قرآن مجید کا درس شروع کر دیا ہے ایسے ہی خواہ اور ہمدرد مخلوق بزرگ کی عمر میں برکت ہو۔ اور اس کی نیک خواہشیں اور پاک ارادے اور پرجوش دعائیں اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں قبول فرمائے۔ ۱۱ فروری ۱۹۱۲ء کو آپؓ نے شام کے درس عام میں نہائت درد دل سے سگرٹ نوشی کی ممانعت پر وعظ فرمایا۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ میں نے ۱۰ فروری کو ایک نوٹ سگرٹ نوشی پر لکھا تھا۔ یہ تحریک مجھے حضرت ہی کی مجلس میں ایک موقعہ پر ہوئی تھی۔ جبکہ ایک بیمار طالب علم کے متعلق سلسلہ میں یہ بات آگئی۔ ۱۱ کو آپؓ نے نہائت جوش اور رقت اور رحم کے جذبات میں طالب علموں ان کے ناظموں اور معلموں کو اس بلا سے بچنے کی ہدائت فرمائی۔ بلکہ اسی روز بعد دوپہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کا ایک لیکچر بھی اسی موضوع پر طلباء مدرسہ کے سامنے حضرت کے ارشاد سے ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا۔ تو وہ درد بھرے کلمات ناظرین الحکم کو سنانے کی کوشش کی جائیگی۔ وباللہ التوفیق!

۲۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت بھی الحمد للہ بخیریت ہیں

۳۔ انصار اللہ کے جنرل سکرٹری شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم لاہوری مولوی فاضل کے امتحان کی طیاری کر رہے ہیں احباب عموماً اور انصار اللہ سے خصوصاً درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح نوجوان کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ تاکہ وہ بیش از بیش خدمتِ دین کرنے کی طاقت اور توفیق اللہ تعالیٰ سے پا سکیں۔

۴۔ بھائی سمند سنگھ صاحب جو نہہ کلنک پنتھ کے بانی ہیں اور ایک سیدھے سادے آدمی ہیں۔ اس ہفتہ یہاں آئے تھے۔ دفتر الحکم میں بھی وہ آئے۔ اُن کا خیال ہے کہ زمین بہ سبب پاپ کے مردہ ہو چکی ہے اور لوگوں کے گناہوں کا ایک بوجھ زمین پر ہو رہا ہے اس لئے سب کو چاہئے کہ اس گناہ کے بوجھ کو اتارنے کے لئے ایک ڈنڈ دیں۔ بھائی سمند سنگھ صاحب باوا دہنیت رائے صاحب وکیل قصوری کے گئو رکھشا کے کام کی بڑی حمائت کرتے ہیں۔ بہرحال وہ ایک مرفوع القلم انسان ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ صاحب کا اوتار اپنے آپ کو قرار دیتا ہے۔ بھائی سمند سنگھ صاحب نے اپنی عمر کا ایک حصہ مسلمانوں کے طریق پر چلہ کشیوں میں بھی گذارا ہے۔ بہرحال وہ لوگوں کو نیک چلن بننے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اب ست جگ آگیا ہے۔ اور نہہ کلنک اوتار کا یہ زمانہ ہے۔ ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں اور اس پر اتنا اضافہ کرتے ہیں کہ

آنے والا آگیا۔

پایونیر میں اسلام کے مستقبل پر ایک آرٹیکل شائع ہوا ہے اس پر انشاء اللہ العزیز الحکم کی اگلی اشاعت میں ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کی توقع ہے۔ وباللہ التوفیق!

نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی قادیان

نہائت شکر گزاری کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور کو رعایا کی بھلائی کا بہت ہی خیال ہے۔ کمیٹی قادیان کے متعلق جو اصلاحی سکیم آپ نے تجویز فرمائی ہے۔ جیسا کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ظاہر کیا گیا تھا۔ صاحب ممدوح کا منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پر نئے مالی سال کے آغاز سے عملدرآمد شروع ہو جاوے۔ اسی بنا پر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے۔ کہ اخیر مارچ ۱۹۱۲ء تک بقایا ہوس ٹیکس وصول ہو جاوے۔ باشندگان قادیان اس حکم کی تعمیل بسرو چشم کر کے دکھا دیں گے۔ کہ انہیں اپنے رعایا پرور حاکم ضلع کے حکم کی کسقدر عظمت دل میں ہے اور جسقدر جلد وہ اس بقایا کو پورا کر دیں گے۔ اُسی قدر جلد گویا وہ اس سکیم کو عملدرآمد کے قابل بنا سکیں گے۔ میں اس امر کو بھی صاحب ممدوح کی توجہ عالی کے نیچے لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ کمیٹی کے قیام کی غرض حفظ صحت کے اصولوں کی پابندی اور اس پابندی کے لئے جن طریقوں کے اختیار کرنے کی ضرورت ہے اُن کی نگرانی ہے۔ مگر بعض اوقات کمیٹی کی طرف سے جو غیر مناسب سختیاں ہوتی ہیں۔ وہ باشندوں کو بددل بنا دیتی ہیں۔

کمیٹی کو پبلک پر مقدمات کرنے میں حتی الوسع احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ کمیٹی کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ وہ لوگوں پر کوئی خاص رعب قائم کرے۔ بلکہ وہ پبلک کی خادم ہے۔ معمولی فروگذاشتوں میں جو پبلک پر مقدمات کئے جاتے ہیں۔ ہرچند یہ کمیٹی کے قوانین کے نیچے ہوں۔ لیکن اگر کمیٹی کا کوئی ذاتی ہرج نہ ہو۔ تو کیوں مناسب تنبیہ یا معافی پر نہ چھوڑا جاوے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مقدمات میں گورنمنٹ رحم پر چھوڑ دیتی ہے۔ تو کمیٹی اگر اس نظیر سے فائدہ اُٹھالے۔ تو اس کا نقصان نہیں۔ کمیٹی پبلک کے روپیہ کے خرچ کے لئے ذمہ وار ہے۔ اور جسقدر وہ اس روپیہ کو لوگوں کے فائدہ کے لئے خرچ کرے گی۔ اسی قدر وہ عوام کے شکریہ کی مستحق ہوگی۔ بہرحال ممبران کمیٹی قادیان سے امید ہے۔ ہمارے اس دوستانہ مشورہ کو جو پبلک کے فائدہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

ریمارک

اخبار بھارت جالندھر سے بھارت نام ایک جدید اخبار شائع ہونے لگا ہے۔ یہ اخبار آریہ سماج کے تمام اخبارات میں متین اور مہذب پرچہ ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ آریہ سماج کے بعض دوسرے اخبارات کی طرح دوسرے مذاہب پر حملے نہیں کئے جاتے۔ بلکہ اپنی قوم میں بھلی اور نیک باتوں کی تحریک کرنا اس کا مقصد معلوم ہوتا ہے۔ جس طریق پر یہ اخبار چلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ آجکل کے بگڑتے ہوئے مذاق کے موافق اسے پسند نہ کیا جاوے مگر شریف اور فہمیدہ لوگ ایسے اخبارات کی قدر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے۔

مسلم گزٹ لکھنؤ سے نہائت قیمتی اخبار جاری ہوا ہے پایونیر کے برابر اس کی تقطیع ہے اور اس کے ظاہری مراتب چھپائی۔ لکھائی اور کاغذ کے عمدہ ہونے کے ساتھ ہی مضامین ایک قابل اور کہنہ مشق جرنلسٹ کے قلم سے لکھے جاتے ہیں۔ ممالک متحدہ میں یہ مسلمانوں کا بہترین پرچہ ہونے کی امید دلاتا ہے۔ خدا کرے کہ وہ بڑھے اور پھلے باوجود اپنی خوبیوں کے ۴ سالانہ قیمت بہت کم ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ایسے اخبارات کی قدر کی جاوے۔

رہنمائے کمپونڈر اس نام کا ایک اردو رسالہ جناب ڈاکٹر ہرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس میڈیکل پریکٹیشنر فیروزپور شہر نے حال میں شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر ہرسرام صاحب کو میں ۲۳ برس سے جانتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ لودہانہ کے بورڈ سکول میں تعلیم پاتے تھے ان کی طبیعت میں اس وقت بھی دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کے خیالات جوشزن رہتے تھے۔ اور وہ ایک مضبوط کیریکٹر کے طالب علم تھے۔ اس وقت بھی لوگوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے کرتے رہتے ہیں۔ یہ رسالہ انہوں نے عام لوگوں اور طبابت پیشہ خصوصاً کمپونڈروں کے فائدہ کے لئے لکھا ہے۔ میں ڈاکٹر یا طبیب نہیں۔ مگر اس رسالہ کو میں ایسا پسند کرتا ہوں۔ کہ اگر ہر گھر میں یہ رہے۔ تو بیماری کے وقت اس سے بہتر مشورہ ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ رسالہ کی قیمت ۸ ر فی جلد ہے۔ جو میرے خیال میں کسیقدر زیادہ ہے۔ تاہم ان بہترین مشوروں کے لئے جو اس رسالہ سے مل سکتے ہیں۔ اس کی قیمت کا سوال نظر انداز ہو جاتا ہے جو لوگ طبی مذاق رکھتے ہیں اور عیالدار ہیں۔ اس کو ضرور پڑھیں ڈاکٹر ہرسرام صاحب ایل۔ ایم۔ ایس فیروزپور کے پتہ سے درخواست کرنے پر ملیگا۔

جہاد وید یہ اس رسالہ کا نام ہے۔ جو حال میں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۳ ر ہے اور دفتر اہلحدیث امرتسر سے ملیگا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ اس مختصر سے رسالہ میں اسلامی جہاد پر ناواقفی سے اعتراض کرنے والے آریہ مہاشوں کے لئے الزامی جواب کے طرز پر اس رسالہ میں عمدہ مصالح جمع کر دیا گیا ہے۔ جو لوگ آریوں سے مناظرہ کرتے ہیں۔ یا جہاں آریہ لوگ جہاد اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ اچھا رسالہ ہے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزو طراری۔ مریضوں کی آہ و زاری۔ آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے۔ کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا۔ بلکہ ہم پہلے مفت دیتے ہیں اول آزماؤ۔ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلقہ ۔۔۔ مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ۔۔۔ اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لکھ ماریں۔ کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی کہ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاسے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا قیمت فی بکس ۴

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

کیا آپ بیمار ہیں؟

جب کہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ کہ کونسی آپ کو شکائت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ڈون ڈنرپلس (ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکائت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ بائت جسم کی نقاہت۔ امراض بد ہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری درد سر۔ نفخ یعنی کھٹی ڈکاریں قلب یعنی خفقان دل۔ دوار یعنی چکرانا آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہے۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنرپلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں۔ قیمت فی شیشی ۴ ر و ۸ ر و ۱۲ ر۔ ۱۲ ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں ہیں۔ جو ۴ ر والی شیشی سے پنجگنی ہیں۔



۱۲ ر والی شیشی

ڈون۔ پی۔ او۔ باکس نمبر ۲۰۔ بمبئی

سے طلب کرو۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ لیکن آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک پورے دس روپے کا فروخت ہوچکا ہے۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کا ایک دفعہ استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تشخیص کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو جناب روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے! روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا ہے کہ جناب ڈاکٹر میری ناتھ صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکاتا ہے۔ اور خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی طاقت سے چاق و چوبند کرکے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں۔ تو بھی بٹ ہوکر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ۔۔۔ ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں۔ سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا بھی ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں۔ اُن کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس و اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اُترتے ہی اس کا خاص اثر اُن اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوان مرد۔ اور جوان مرد کو ممتاز اور لوہے کو صاحب ۔۔۔ بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنے۔

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال ۔۔۔ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزز طاقت بحال ہوجاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنے (للعہ) شیشی خورد دو روپے دو آنے۔ (عہ)

یہ دونوں دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کرو۔